کل ہند انعامی مسابقہ برائے حفظ حدیث

الأحاديث المختارة مع شروحها المختصرة

(50 أحاديث)

جمع و ترتیب

قسم التأليف والترجمة

جامعةالإمام الألباني

جمعية الهدى التعليمية والخيرية

ہدی نگر، بوڑھیان، مگنا بھیٹا، کرندیگھی، اتر دیناجپور، مغربی بنگال، ہند

تاریخ مسابقہ

08-07-2023/ بروز سنیچر

حرفِ اول

ہر دور اور زمانہ میں مسابقہ اور کمپٹیشن کی اہمیت و افادیت مسلم رہی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی وکامرانی کے اہم اسباب میں سے ایک سبب خیر کی نیت سے باہمی تنافس وتقابل ہے، جس کے تحت انسان ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے منزل مقصود کو پہنچتا ہے، بنابریں دینی تعلیم جو کہ حصول جنت کا سبب ہے، اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرنا زیادہ اولی و افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " وفي ذلك فليتنافس المتنافسون" اور اگر مسابقہ علمی متون یانصوص کتاب وسنت کا ہو تو اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے اس لیے کہ متون چونکہ اصلِ فن پر مبنی ہوتے ہیں، حفظِ متون کے ذریعے علوم وفنون کی اساس مضبوط ہوتی ہے۔ علمائے کرام متون میں فن سے متعلق منظوم یامنثور انداز میں اپنی علمی زندگی کا نچوڑ اور خلاصہ بیان کرتے ہیں، ہر فن کی کُتب شرح و بسط کے ساتھ پڑھنا ممکن نہیں ہوتا، اگر ان کے مَتْن پڑھ کر انہیں یاد کر لیا جائے تو بہت سے فنون کو حاصل کیا جاسکتا ہے کہ عربی کا مقولہ ہے: "مَنْ حَفِظَ الْمُتُوْن فَقَدْ حَازَ الْفُنُوْن" یعنی جس نے متون کو حفظ کیا اس نے کئی فنون پر دسترس حاصل کرلیا اور کہا گیا "من لم يتقن الأصول حرم الوصول" جس نے اصول یعنی علم کی بنیادوں کو ازبر نہیں کیا منزل مقصود کو پہونچنے سے محروم رہ گیا، چنانچہ حفظِ متون سے دورانِ تدریس،استنباط مسائل میں مدد ملتی ہے، تقریر و تحریر کو اس کے ذریعہ پُرمغز اور مضبوط تر بنائی جاسکتی ہے۔

بعینہٖ مقالہ نویسی اور تحریر وکتابت کی ہمیشہ سے بڑی اہمیت رہی ہے، ابتدائے آفرینش سے تاریخ پارینہ کے نقوشِ تاباں، عبرت وموعظت کے داستان، تاریخ ساز علمی ستاروں کی کاوشیں اور انبیاء وصلحاء امت کے جھود، صفحۂ قرطاس میں اَنمِٹ نقوش کے مانند محفوظ رہنا اسی تحریری صلاحیت کی مرہون منت ہے۔

تحریر وحفظ متون کی اسی اہمیت کے پیش نظر جامعۃ الامام الالبانی کی جانب سے بڑے پیمانے پر پورے ہندوستان کی اسلامی وعصری اداروں میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کے مابین حفظِ حدیث وحفظِ قرآن کے ساتھ مقالہ نویسی کا مسابقہ رکھا گیا ہے جس میں بطور انعام لاکھوں روپے کا اعلان ہے۔ چنانچہ بقول مشہور شاعر دشینت کمار

میرے سینے میں نہیں تو تیرے سینے میں سہی
ہو کہیں بھی آگ لیکن آگ جلنی چاہئے

کے تحت گزارش ہے کہ اس مسابقہ میں زیادہ سے زیادہ طلبہ و طالبات کی شرکت کے لیے علمائے کرام اور دوسرے اخوان "تعاونوا على البر والتقوى" کا مصداق بنیں۔

جزاكم الله خيرا و أحسن الجزاء

اپیل کنندہ: مسابقہ کمیٹی

جامعۃ الامام الالبانی کا مختصر تعارف

سرزمین ہند کے خطۂ مشرق و شمال میں واقع صوبہ مغربی بنگال سے ضلالت وگمراہی کی تاریکی مٹانے اور حق وصداقت کی قندیلیں روشن کرنے کے لیے قوم کا ہونہار، روشن خیال، متحرک وفعال اور عالی ہمت جاں نثار فضیلۃ الشیخ ابو اریب مطیع الرحمٰن شیث محمد المدنی حفظہ اللہ ورعاہ نے **جامعة الإمام الألباني** کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو آج الحمد للہ تعلیم وتعلم، صحافت وخطابت ،تصنیف وتالیف ،ناداروں اور یتیموں کی کفالت اور رفاہی خدمات سے لے کر دعوت و تبلیغ اور اصلاح وسدھار کے ہر میدان میں اپنی ایک پہچان رکھتا ہے۔

جامعہ ہذا کے متعدد شعبہ جات ہیں ان میں سے چند کا تعارف آپ قارئین کے پیش خدمت ہے۔

❖ كلية خديجة الشرعية للبنات

سنِ تاسیس: 2009

تعلیمی مرحلہ: مرحلۂ ابتدائیہ تا مرحلۂ فضیلت(فراغت)

طالبات کی تعداد: 650

❖ كلية الشريعة للبنين

سنِ تاسیس: 2016

تعلیمی مرحلہ: مرحلۂ ابتدائیہ تا مرحلۂ فضیلت اول (سنن ابوداؤد وسنن نسائی)

طلبہ کی تعداد: 250

❖ مركز زيد بن ثابت لتحفيظ القرآن

سنِ تاسیس: 2023

تعلیمی مرحلہ: ناظرہ قرآن تا حفظ قرآن

آئندہ سیشن کے لیے داخلہ جاری ہے۔

جامعہ ہذا کے شعبہ جات

❖ شعبۂ تدریس

جامعہ کا نصاب تعلیم خالص کتاب وسنت اور ان دونوں کے معاون علوم کی تدریس وتعلیم پر مشتمل سعودی منہج فکر سے ہم آہنگ ہے اور ہندوستان کے معیاری سلفی ادارے کے نصاب تعلیم سے تلخیص شدہ ہے۔ با صلاحیت و تجربہ کار معلّمین و معلمات کی زیر نگرانی طلبہ و طالبات علمی تشنگی بجھاتے ہیں۔

❖ شعبۂ خطابت

اس شعبہ کے تحت تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لیے طلبہ وطالبات کے مابین ہفتہ واری انجمن، ماہانہ مختلف النوع ثقافتی پروگرام اور سالانہ خطابتی مسابقہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

❖ **شعبۂ صحافت**

طلبہ وطالبات کو قلمی صلاحیت کے زیور سے آراستہ کرنے کے لیے شعبۂ صحافت کے زیر اہتمام ماہانہ مجلّہ حائطیہ بنام **صوت الألبانی** منظر عام لایا جاتا ہے۔اسی طرح طلبہ و طالبات کے علمی ثقافتی اور ادبی نقیب وپرچ سالانہ مجلّہ **الہدی** کے نام سے شائع کیا جاتا ہے

❖ **شعبۂ دعوت و تبلیغ**

جامعہ کے حساس شعبوں میں سے ایک انتہائی اھم شعبہ شعبۂ دعوت و تبلیغ ہے جس کے تحت دعاۃ ومبلغین کی ایک ٹیم ہمہ وقت سماج و معاشرے کی اصلاح کے لیے کوشاں رہتی ہے۔

شعبۂ تصنیف و تالیف

دعوت و تبلیغ کے مجال میں طاقتور ترین ہتھیار قلمی قوت ہے۔اس مہتم بالشان عمل کے لیے تصنیف و تالیفِ کتب کا شعبہ بر سرِ عمل ہے۔

❖ **مکتبہ ابن باز**

مکتبہ ابن باز کے نام سے کتب تفاسیر، احادیث و فقہ نیز مجلات وجرائد پر مشتمل مختلف فنون کے ہزاروں کتابوں سے مزین ایک شاندار مکتبہ کا قیام عمل میں آیا ہے جس سے طلبہ وطالبات، معلّمین و معلمات کے ساتھ ساتھ سیکڑوں لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

❖ **رفاہ عامہ**

اس شعبہ کے ذریعہ غریب ومسکین اور یتیم بچے و بچیوں کی تربیت و تعلیم ،خورد ونوش ،لباس ورہائش، علاج ومعالجہ اور بجلی وپانی فیس کی فراہمی پر توجہ صرف کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جامعۃ الامام الالبانی کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا، وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ، وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ** ". (رواه البخاري في كِتَاب الإِيمَانِ، بَابٌ: الدِّينُ يُسْرٌ)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس (اس لیے) اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ (کہ اس طرز عمل سے تم کو دارین کے فوائد حاصل ہوں گے) اور صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔ (نماز پنج وقتہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ پابندی سے ادا کرو)۔

لغوی تشریح: الْغَدْوَة: اول النهار یعنی دن کا شروع حصہ، **الرَّوْحَة:** آخر النهار یعنی دن کا آخری حصہ، **الدُّلْجَة:** سير آخر الليل: یعنی رات کے آخری حصہ میں چلنا،

ایمان کا لغوی معنی: تصدیق کرنا، یقین کرنا۔

اصطلاحی تعریف: الإيمان تصديق بالجنان، واقرار باللسان، وعمل بالأركان، يزيد بالطاعة و ينقص بالمعصية . یعنی ایمان دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے، اطاعت سے بڑھتا ہے، اور نافرمانی سے گھٹتا ہے۔

تشریح: سورۃ حج میں اللہ پاک نے فرمایا ہے: ماجعل عليكم في الدين من حرج ملة أبيكم ابراهيم (الحج: 78) یعنی اللہ نے دنیا میں تم پر کوئی سختی نہیں رکھی بلکہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت ہے۔ آیات اور حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلام ہر طرح سے آسان مذہب ہے۔ اس کے اصولی اور فروعی احکام اور جس قدر اوامر و نواہی ہیں سب میں اسی حقیقت کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے مگر صد افسوس کہ بعد کے زمانوں میں خود ساختہ ایجادات سے اسلام کو اس قدر مشکل بنالیا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اللہ نیک سمجھ دے۔ آمین۔

فوائد و مسائل:

1- دین اسلام آسان ہے اور اس میں آسانی بھی ہے۔

2- دین میں آسانی کی اہمیت ہے۔

3- شریعت سیکھنے اور اس کے حصول میں سہولت فراہم کرنا۔

4- عملی فیصلوں میں سہولت پیدا کرنا۔

2. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " **أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ** ". **قِيلَ : أَيَكْفُرْنَ بِاللَّهِ ؟ قَالَ : " يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ : مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ** "(رواه البخاري في كِتَاب الإِيمَانِ ، بَابُ كُفْرَانِ العَشِيرِ، وَكُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں جو کفر کرتی ہیں۔ کہا گیا حضور کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں۔

اگر تم عمر بھران میں سے کسی کے ساتھ احسان کرتے رہو۔ پھر تمہاری طرف سے کبھی کوئی ان کے خیال میں ناگواری کی بات ہو جائے تو فوراً کہہ اٹھے گی کہ میں نے کبھی بھی تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

تشریح : امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ کفر دوطرح کا ہوتا ہے ایک تو کفر حقیقی ہے جس کی وجہ سے آدمی اسلام سے نکل جاتا ہے۔ دوسرے بعض گناہوں کے ارتکاب پر بھی کفر کا لفظ بولا گیا ہے۔ مگر یہ کفر حقیقی سے کم ہے، اسے کفر حکمی یعنی غیر حقیقی کہتے ہیں۔

فوائد و مسائل: امام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وفی هذاالحديث وعظ الرئيس المروس وتحريضه على الطاعة ومراجعة المتعلم العالم والتابع المتبوع فيماقاله إذا لم يظهر له معناه الخ یعنی اس حدیث کے تحت ضروری ہوا کہ:

1- سردار اپنے ماتحتوں کو وعظ و نصیحت کرے اور نیکی کے لیے ان کو رغبت دلائے۔

2- شاگرد اگر استاد کی بات پورے طور پر نہ سمجھ پائے تو استاد سے دوبارہ دریافت کرلے۔

3- ناشکری پر بھی کفر کا اطلاق ہوتا ہے۔

4- معاصی سے ایمان گھٹ جاتا ہے۔ اس لیے کہ معاصی کو بھی کفر قرار دیا گیا ہے مگر وہ کفر نہیں ہے جس کے ارتکاب سے دوزخ میں ہمیشہ رہنالازم آتا ہے۔

5- عورتوں کا ایمان جیسے خاوند کی ناشکری سے گھٹ جاتا ہے، ویسے ہی ان کی شکر گزاری سے بڑھ بھی جاتا ہے۔

6- اعمال ایمان میں داخل ہیں۔

3. عن عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " **لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلِّطَه عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا** ". (رواه البخاري في كِتَابِ العِلْمِ ،بَابُ الِاغْتِبَاطِ فِي العِلْمِ وَالحِكْمَةِ)

ترجمہ : سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

تشریح : شارحین حدیث لکھتے ہیں : اعلم أن المراد بالحسد ههنا الغبطة، فإن الحسد مذموم قد بين الشرع بأوضح بيان، وقد يجی الحسد بمعنى الغبطة وإن كان قليلا۔ یعنی حدیث میں حسد کے لفظ سے غبطہ یعنی رشک کرنا مراد ہے، کیونکہ حسد بہرحال مذموم صفت ہے۔ جس کی شرع نے کافی مذمت کی ہے۔ کبھی حسد غبطہ رشک کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

4. عن مَيْمُونَة ، قَالَتْ : **صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا ، فَأَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ، ثُمَّ غَسَلَهَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَأَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا**(رواه البخاري في كِتَابِ الغُسْلِ ،بَابُ المَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ فِي الجَنَابَةِ)

ترجمہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ تو پہلے آپ نے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر گرایا۔ اس طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر اسے مٹی سے ملا اور دھویا۔ پھر کلی

کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنے چہرہ کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر آپ کو رومال دیا گیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پانی کو خشک نہیں کیا۔

لغوی تشریح: لفظ **غسل** اگر غین کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد نہانا ہے اور اگر غین کے فتحہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد دھونا ہے۔

شرعی تعریف: نیت کے ساتھ مکمل بدن پر پاک پانی بہانا غسل کہلاتا ہے۔ (بحوالہ فقہ الحدیث)

تشریح: معلوم ہوا کہ وضو اور غسل دونوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وضو کے بعد اعضاء کے پوچھنے کے بارے میں کوئی حدیث نہیں آئی۔ بلکہ صحیح احادیث سے یہی ثابت ہے کہ غسل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومال واپس کر دیا۔ جسم مبارک کو اس سے نہیں پونچھا۔ کچھ لوگ مکروہ جانتے ہیں کچھ مستحب کہتے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ پوچھنا اور نہ پوچھنا برابر ہے اور یہی راجح ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں چونکہ صحیح روایتیں دونوں سے متعلق خاموش ہیں۔

فوائد ومسائل:

1- غسل جنابت میں مکمل وضوء کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا، اور چہرہ دھونا اور سر پر پانی بہانا۔

2- غسل سے فارغ ہونے کے بعد دونوں پیر دھونا مستحب ہے۔

5. عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي : نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ؛ فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً** ".(رواه البخاري في كِتَابُ التَّيَمُّمِ و مسلم في كِتَابِ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ باب جُعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا)

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔ ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی۔ پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔ اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا۔ اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

لغوی تشریح: **تیمّم** کا لغوی معنی: ارادہ و قصد کرنا ہے۔

شرعی تعریف: مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔ (فقہ الحدیث)

تشریح : ارشاد نبوی :"جعلت لی الأرض مسجدا وطهورا" سے باب کا تعلق ہے، قرآن مجید میں لفظ" صعیداً طیبا" (پاک مٹی) کہا گیا ہے لہٰذا تیمّم کے لیے پاک مٹی ہی ہونی چاہئیے جو لوگ اس میں اینٹ چونا وغیرہ سے بھی تیمّم جائز بتلاتے ہیں ان کا قول صحیح نہیں ہے۔

فوائد ومسائل:

1- دوسرے انبیاء کرام پر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

2- گزشتہ امتوں پر امت محمدیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

6. عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ** ".(رواه البخاري في كِتَابِ الصَّلَاةِ ،بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.ومسلم فِي كِتَابِ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ، وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ صَلَاتِهِمَا، وَأَنَّهَا مَشْرُوعَةٌ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ)

ترجمہ : سیدنا ابو قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔اور مسلم شریف میں ہے (یہ حکم تمام اوقات میں مشروع ہے)

لغوی تشریح: تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ: تحیۃ المسجد دو رکعت نماز ہے نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت ادا کرتا ہے۔

تشریح : مسجد میں آنے والا پہلے دو رکعت نفل پڑھے، پھر بیٹھے۔ چاہے کوئی بھی وقت ہو اور چاہے امام جمعہ کا خطبہ ہی کیوں نہ پڑھ رہا ہو۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن باز، ابن عثیمین رحمہم اللہ کے نزدیک تحیۃ المسجد تمام اوقات میں مشروع ہے، کیونکہ یہ ایک سببی نماز ہے، جب بھی آپ مسجد میں داخل ہوں تحیۃ المسجد ادا کریں۔

فوائد ومسائل: 1- مسجد میں داخل ہونے کے وقت دو رکعت نماز کی سنت کی تاکید ملتی ہے۔

2- یہ نماز مسجد میں داخل ہونے والے ہر شخص کے حق میں بالاجماع سنت ہے۔ (فتح الباری)

3- مسجد میں داخل ہوتے وقت فرض نماز کی اقامت ہو چکی ہو تو تحیۃ المسجد نہیں پڑھینگے۔

4- تحیۃ المسجد کی حکمت یہ ہے کہ اس سے مسجد کا احترام پیدا ہوتا ہے۔

7. عَن ابن عمر قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «**إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَقَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ**»(رواه مسلم في كِتَابِ الصَّلَاةِ، بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ، وَالرُّكُوعِ، وَفِي الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ، وَأَنَّهُ لَا يَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ)

ترجمہ: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

تشریح: رفع الیدین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب بندہ نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائے، بایں طور پر کی انگلیاں کان کی لو تک رہے۔

فوائد و مسائل:

1۔اس حدیث سے رفع الیدین کی مشروعیت ثابت ہوئی۔

2۔ رفع الیدین کے مواضع بتائے گئے ہیں۔

3۔ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں ہے۔

8. عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا **أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ.** (رواه البخاري في أَبْوَاب الوِتْرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الوِتْرِ، و كتاب التهجد، بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ)

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں (وتر اور تہجد کی) پڑھتے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی۔ مراد ان کی رات کی نماز تھی۔آپ کا سجدہ ان رکعتوں میں اتنا لمبا ہوتا تھا کہ سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص بھی پچاس آیتیں پڑھ سکتا اور فجر کی نماز فرض سے پہلے آپ سنت دو رکعتیں پڑھتے تھے اس کے بعد (ذرا دیر) داہنے پہلو پر لیٹے رہتے یہاں تک کہ مؤذن بلانے کے لیے آپ کے پاس آتا۔

تشریح: یہ روایت وتر کی نماز گیارہ رکعتیں انتہا ہیں اس پر دال ہے۔ وتر کی دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔اب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو تیرہ رکعتیں مذکور ہیں تو اس کی رو سے انتہا وتر کی تیرہ رکعت قرار دی ہیں۔ بعض نے کہا ان میں دو رکعتیں عشاء کی سنت تھیں تو وتر کی وہی گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ غرض وتر کی ایک رکعت سے لے کر تین پانچ نو گیارہ رکعتوں تک منقول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان گیارہ رکعتوں میں آٹھ تہجد کی نمازیں تھیں اور تین وتر کی اور صحیح یہ ہے کہ تراویح، تہجد، وتر، صلاۃ اللیل سب ایک ہی ہیں۔

فوائد ومسائل:

1۔ صلاۃ تراویح مع وتر کی تعداد گیارہ رکعتیں ہیں۔

2۔ نماز فجر سے پہلے دو رکعت سنت کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔

3۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد داہنے پہلو لیٹنا سنت نبوی ہے۔

9. عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ : **أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ إِلَّا الْإِقَامَةَ.** (رواه البخاري في كِتَاب الأَذَانِ، بَاب: الأَذَانُ مَثْنَى مَثْنَى)

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور سوا "قد قامت الصلوۃ" کے تکبیر کے کلمات ایک ایک دفعہ کہیں۔

تشریح: اس حدیث سے پتہ چلا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ دہرایا جائے، جبکہ بعض روایات میں پندرہ کلمات وارد ہوئے ہیں جیساکہ عوام میں اذان کا مروجہ طریقہ معروف ہے، بعض روایات میں انیس کلمات آئے ہیں اور یہ اس بنا پر کہ اذان ترجیع کے ساتھ دی جائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شہادت کے ہر دو کلموں کو پہلے دو مرتبہ آہستہ آہستہ کہا جائے پھر ان ہی کو دو دو مرتبہ بلند آواز سے کہا جائے

لیکن واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں پندرہ کلمات والی اذان مراد ہے،واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فوائد ومسائل:

1۔ اس سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ثابت ہوا۔

2۔ کلمات اذان دو دو مرتبہ ہونے کا جواز معلوم ہوا۔

3۔ اقامت کے کلمات کا ایک ایک مرتبہ ثابت ہے۔

10. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : **وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ، وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا.** (رواه البخاري في كِتَابِ الحَجِّ ، بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الشَّأْمِ و مسلم في كِتَابِ الْحَجِّ بَابُ مَوَاقِيتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا۔ شام والوں کے لئے حجفہ نجد والوں کے لئے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم۔ یہ میقات ان ملک والوں کے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی

جوان ملکوں سے گزر کر حرم میں داخل ہوں اور ان لوگوں کے لئے بھی جو ان ملکوں سے گزر کر حرم میں داخل ہوں اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں۔ یہاں تک کہ مکہ کے لوگ احرام مکہ ہی سے باندھیں۔

لغوی تشریح: حج کا لغوی معنی: قصد کرنا، ارادہ کرنا۔

اصلاحی تعریف: خاص طریقے سے خاص وقت میں خاص شرائط کے ساتھ بیت اللہ کا ارادہ کرنے کو حج کہتے ہیں۔

تشریح: جو حضرات عمرہ کے لئے تنعیم جانا ضروری گردانتے ہیں یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔

فوائد و مسائل:

1. اس حدیث سے مواضع میقات کی معرفت ہوئی۔

2۔ حج و عمرہ کے لیے متعینہ میقات میں احرام باندھنا بھی سنت نبوی ہے۔

11. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ : يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ** ". **فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا ؟ قَالَ : " نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ** ". (رواه البخاري في كِتَابِ الصَّوْمِ بَابٌ: الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے ! یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے جو روزہ دار ہوگا اسے " باب ریان " سے بلایا جائے گا اور جو زکوۃ ادا کرنے والا ہوگا اسے زکوۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے۔

تشریح: اس حدیث سے جہاں اور بہت سی باتیں معلوم ہوئیں وہاں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اعلیٰ درجہ کا جنتی قرار دیا ہے۔ تف ہے ان لوگوں پر جو اسلام کے اس مایہ ناز فرزند کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ ہداہم اللہ آمین۔

12. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " **مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ** ". (رواه البخاري في كِتَاب الْبُيُوعِ بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

تشریح: نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے رشتہ دار اس کا حسن سلوک دیکھ کر دل سے اس کی عمر کی درازی، مال کی فراخی کی دعائیں کریں گے۔ اور اللہ پاک ان کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس کی روزی میں اور عمر میں برکت عطا کرے گا۔ اس لیے کہ اللہ پاک ہر چیز کے گھٹانے بڑھانے پر قادر ہے۔

13. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ، وَهُوَ بِمَكَّةَ : " **إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ** ". **فَقِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ ؛ فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ. فَقَالَ : " لَا، هُوَ حَرَامٌ ". ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ : " قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ ؛ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ** ". (رواه البخاري في كِتَاب الْبُيُوعِ بَابُ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ. و مسلم في كِتَاب الْمُسَاقَاةِ، بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالْأَصْنَامِ)

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فتح مکہ کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آپ کا قیام ابھی مکہ ہی میں تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔ اس پر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے ہم کشتیوں پر ملتے ہیں۔ کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے اللہ تعالیٰ نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے پگھلا کر اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔

تشریح: مردار کی چربی، اکثر علماء نے اس کے متعلق یہ بتلایا ہے کہ اس کا بیچنا حرام ہے اور اس سے نفع اٹھانا درست ہے۔ مثلاً کشتیوں پر لگانا اور چراغ جلانا۔ بعض نے کہا کوئی نفع اٹھانا جائز نہیں سوائے اس کے جس کی صراحت حدیث میں آ گئی ہے۔ یعنی چمڑا جب اسے دباغت دے دی جائے، اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جائے جیسے لکڑی یا کپڑا تو اس کی بیع جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" إن الله و رسوله حرم بيع الخمر و الميتة و الخنزير و الأصنام" یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے اور نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إن الله إذا حرم شيئا حرم ثمنه" بے شک اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دے دیا تو اس کی قیمت کو بھی حرام کیا ہے، یعنی جب ایک چیز سے نفع اٹھانے کا طریق مقرر ہے مثلاً شراب پینے کے لیے ہے۔ اور بت صرف پرستش کے لیے۔ پس اللہ نے ان کو حرام کر دیا۔ اس لیے اس کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ ان کی بیع بھی حرام کی جائے۔

یعنی جس مال کے حاصل کرنے میں گناہ کی آمیزش ہوتی ہے، اس مال سے نفع حاصل کرنا بدرجہ اولی حرام ہے۔

14. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " **مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ** ".(رواه البخاري في كِتَاب الْمُزَارَعَةِ بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ. و مسلم في كِتَابِ الْمُسَاقَاةِ، بَابُ فَضْلِ الْغَرْسِ وَالزَّرْعِ)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

تشریح: اس حدیث کا شان ورود امام مسلم نے یوں بیان کیا کہ "أن النبی ﷺ رای نخلا لأم مبشر إمراة من الانصار فقال من غرس هذا النخل مسلم أم كافر فقالوا: مسلم فقال: لا يغرس مسلم غرسا فيأكل منه إنسان أو طير أو دابة إلا كان له صدقة" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت ام مبشر نامی کا لگایا ہوا کھجور کا درخت دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کوئی درخت لگائے پھر اس سے آدمی یا پرندے یا جانور کھائیں تو یہ سب کچھ اس کی طرف سے صدقہ میں لکھا جاتا ہے۔ حدیث انس روایت کردہ امام بخاری میں مزید وسعت کے ساتھ لفظ اویزرع زرعا بھی موجود ہے یعنی باغ لگائے یا کھیتی کرے۔ تو اس سے جو بھی آدمی، جانور، فائدہ اٹھائیں اس کے مالک کے ثواب میں بطور صدقہ لکھا جاتا ہے۔

حافظ فرماتے ہیں و فی الحدیث فضل الغرس و الزرع و الحض علی عمارة الأرض یعنی اس حدیث میں باغبانی اور زراعت اور زمین کو آباد کرنے کی فضیلت مذکور ہے۔ فی الواقع کھیتی کی بڑی اہمیت ہے

15.أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** ".(رواه البخاري في كِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ بَابٌ: لاَ يَظْلِمُ المُسْلِمُ المُسْلِمَ وَلاَ يُسْلِمُهُ. و مسلم في كِتَابِ الْمُسَاقَاةِ، بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

تشریح: اس حدیث میں خدمتِ خلق کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ آپسی معاملات میں خوش اسلوبی اختیار کرے اور ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کرے نیز ایک دوسرے کی مدد کرے۔

16.عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " **انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا ". قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا ؟ قَالَ : " تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ** ".(رواه البخاري في كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ ، بَابٌ: أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے اس کا ہاتھ روک لو (یہی اس کی مدد ہے)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مظلوم کی ہر ممکن امداد کرنا ہر بھائی کا ایک اہم انسانی فریضہ ہے، جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ "عن سهل بن حنيف عن النبي ﷺ قال: من اذل عنده مؤمن فلم ينصره وهو يقدر على أن ينصره اذله الله على رؤوس الخلائق يوم القيامة" رواه أحمد

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے کسی مؤمن کو ذلیل کیا جارہا ہو اور وہ باوجود قدرت کے اس کی مدد نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ پاک اسے ساری مخلوق کے سامنے ذلیل کرے گا۔

17. عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " **أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَهَانَا عَنْ: آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَالْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْإِسْتَبْرَقِ** " (رواه البخاري في كِتَاب الْجَنَائِزِ، بَابُ الْأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا ہے، ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جنازہ کے ساتھ چلنے، مریض کی عیادت کرنے، دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم پوری کرنے، سلام کا جواب دینے، چھینک پر "یرحمك اللہ" کہنے کا اور ہمیں منع کیا چاندی کا برتن استعمال کرنے، سونے کی انگوٹھی پہننے، ریشم اور دیباج (کے کپڑے پہننے) قسی اور استبراق سے منع کیا ہے۔

لغوی تشریح: إبرار القسم: اگر کوئی شخص تم پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ اللہ کی قسم، تم فلاں کام ضرور کرو. تو تم اس کے اعتماد کو مجروح مت کرو اور اس کام کو کرکے اس کی قسم پوری کردو. بشرطیکہ وہ کام حرام نہ ہو. اس کا تعلق مباحات اور مکارم اخلاق سے ہو.

تشميت العاطش: چھینک مارنے والا جب "الحمد للہ" کہے تو اس کے جواب میں "یرحمك اللہ" کہنا.

قسي: وهي ثياب تنسج من حرير وكتان مختلطين (ایسے کپڑے جو ریشم اور سوت ملا کر بنائے جاتے ہیں)۔

تشریح: ہر طرح کے ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام ہے لیکن عورتوں کے لیے جائز ہے. آج کل بعض کپڑے ایسے بھی بن گئے ہیں جو کیڑوں سے حاصل کردہ ریشم سے تو بنے ہوئے نہیں ہوتے لیکن دیکھنے میں وہ ریشمی کیڑوں کی طرح ہوتے ہیں، ایسے مصنوعی کپڑے مردوں کے لیے حرام نہیں ہیں جیسے بوسکی اور سلکی قسم کے کپڑے ہیں. البتہ ان کی کچھ قسمیں اگر ایسی ہوں جنھیں صرف عورتیں ہی پہنتی ہوں اور انہی میں ان کا چلن ہو تو ایسے کپڑے یا رنگ عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے، مردوں کے لیے حرام ہونگے۔

ریشم کے کپڑوں پر بیٹھنا بھی ممنوع ہے. اس لیے ریشم کے کپڑوں سے لحاف، گدے اور تکیے وغیرہ بنانا بھی صحیح نہیں ہے. کیونکہ انہیں مرد اور عورت دونوں ہی استعمال کرتے ہیں. بنابریں یہ رواج بھی قابل اصلاح ہے۔

خاص ضرورت کے وقت مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننے کی اجازت ہے جیسے خارش کی بیماری میں. اسی طرح کسی اور بیماری میں بھی اگر ضرورت ہو تو پہنا جاسکتا ہے. اسی طرح گرمی یا سردی کی شدت سے بچنے کے لیے کسی کے پاس سوائے ریشمی لباس کے اور کوئی کپڑا نہ ہو تو، اس کے لیے بھی اس کا جواز ہوگا۔

سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے کی ممانعت میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں. البتہ کسی ٹوٹا ہوا برتن میں اگر چاندی کی تار لگا یا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

سونا اور ہر قسم کا ریشمی لباس صرف مردوں کے لیے حرام ہے، کیونکہ اسلام میں مردوں میں نسوانیت کو ناپسند قرار دیا گیا ہے. البتہ عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں جائز ہیں۔

18.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " **مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَحَدٍ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ** ".(رواه البخاري في كِتَابِ المَظَالِمِ وَالغَصْبِ، بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کسی نے دوسرے کی عزت یا کسی اور چیز پر ظلم کیا ہو وہ اس سے آج ہی معاف کرالے پہلے اس سے کہ وہ دن آئے جس میں درہم و دینار نہیں ہوں گے، پھر اگر ظالم کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کی مقدار اس سے لے لیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ ظالم کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے۔

تشریح: "مظلمة" ہر اس ظلم کو کہتے ہیں جسے مظلوم از راہ صبر برداشت کرلے، کوئی جانی ظلم ہو یا مالی سب پر لفظ مظلمہ کا اطلاق ہوتا ہے، کوئی شخص کسی سے اس کا مال زبردستی چھین لے تو یہ بھی مظلمہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ ظالموں کو اپنے مظالم کی فکر دنیا ہی کرلینی چاہئے۔ کہ وہ مظلوم سے معاف کرالیں، ان کا حق ادا کردیں ورنہ موت کے بعد ان سے پورا پورا بدلہ دلایا جائے گا۔

فوائد ومسائل:

1- ثابت ہوا کہ ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔

2- ظلم کا گناہ اسی وقت معاف ہوگا جب مظلوم معاف کر دے ۔

3- ظلم کی معافی کے لیے بروز قیامت مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دی جائیں گی جب وہ ختم ہو جائیں گی تو اسکے گناہ ظالم کو دیا جائے گا۔

19.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**كُلُّ سُلاَمَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ الاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلاَةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيطُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ**» (رواه البخاري في كِتَابِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ. و مسلم في كِتَابِ الزَّكَاةِ، بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ (واجب) ہے، ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے. (ان صدقات کی نوعیت) دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر دینا (ان کے درمیان انصاف کے تقاضوں کے مطابق صلح کرا دینا) صدقہ ہے، کسی آدمی کی اس کی سواری کے معاملے میں، مدد کرنا کہ تو اس کو اس پر سوار کرا دے، یا اس کے اوپر اس کا سامان رکھوا دے، صدقہ ہے. اچھی بات کہنا صدقہ ہے، ہر وہ قدم جو نماز کے لیے اٹھائے، صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا، صدقہ ہے۔

لغوی تشریح: جہاد کا لغوی معنی: خوب محنت ومشقت کرنا۔

اصطلاحی تعریف: بذل الجهود لإعلاء كلمة الله ، یعنی اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے پوری کوشش صرف کرنا۔

سلامی: اس کی جمع سلامیات آتی ہے، کہا گیا ہے کہ ہتھیلی، انگلیوں اور ٹانگوں کی تمام ہڈیوں کو سلامی کہتے ہیں. یہاں اس سے جسم کی تمام ہڈیاں اور جوڑ مراد ہیں جن کی تعداد (۳۶۰) ہے.

خطوة: خا پر زبر ہو تو اس کا معنی: ایک بار قدم رکھنا اور اگر خا پر پیش ہو اس سے دو قدموں کا درمیانی فاصلہ مراد ہوتا ہے.

إماطة الأذى: جو گزرنے والوں کو ایذا دیتی ہو، اسے راستہ سے ہٹا دینا تاکہ کوئی پریشانی نہ ہو۔

تشریح: اللہ تعالی نے انسانی ڈھانچہ لچک دار بنایا ہے، یعنی ان میں ایسے جوڑ لگائے ہیں، جن کی وجہ سے اس کے لیے ہر قسم کی حرکت ہو رہی ہے، اگر یہ جوڑ نہ ہوتے تو اعضاء حرکت کرنے کے قابل نہ ہوتے، اگر ایسا ہوتا تو انہیں حسب منشاء استعمال کرنا ناممکن رہتا، اس اعتبار سے یہ جوڑ، اللہ کا

بہت بڑا انعام ہے، جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ ادائیگی شکر کی نہایت آسان کئی صورتیں بتلا دی ہیں جس کی کچھ تفصیل مذکورہ حدیث میں بیان ہوئی ہے اور بعض روایات میں اس کے لیے طلوع شمس کے بعد دو رکعت پڑھ لینے کو کافی قرار دیا گیا ہے اور بعض میں کہا گیا ہے کہ اگر کچھ نہ ہو سکے تو لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنا بھی صدقہ ہے۔

فوائد و مسائل:

1- ہر نیکی صدقہ ہے اور اس کی نوعیت مختلف ہے۔

2- انسانی اعضاء کے جوڑوں کی تعداد تین سو ساٹھ (360) ہیں۔

3- رب کے احسانات کا ہر حال میں شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

20. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا** ".(رواه البخاري في كِتَابِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ الغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَابِ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ . و مسلم في كِتَابِ الْإِمَارَةِ، بَابُ فَضْلِ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ الله)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح یا شام دنیا اور جو کچھ ان کے مابین ہیں سب سے بہتر ہے۔

لغوی تشریح: غدوة: غدا يغدو کا اسم مصدر ہے جس کا معنی : صبح کو چلنا۔

روحة: راح يروح کا اسم مصدر ہے جس کا معنی: شام کو چلنا، کبھی کبھار غدوة کا اطلاق ہوتا ہے طلوع فجر سے لے کر زوال تک کے اوقات پر اور روحة کا اطلاق ہوتا ہے زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک کے اوقات پر۔

في سبيل الله: جب یہ لفظ مطلق طور پر بولا جائے تو اس سے مراد راہ جہاد ہی ہوتا ہے غالبا یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے حدیث "من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والأرض" کو کتاب الصیام میں ذکر کرنے کے بجائے کتاب الجہاد میں ذکر کیا ہے۔

تشریح: جہاد فی سبیل اللہ افضل اعمال میں سے ایک ہے جس کے لیے دن اور رات کے اوقات میں سے مختصر سا وقت صرف کرنے کی نیکی اور فضیلت زمین و آسمان نیز دونوں کے مابین موجود خزانے سے بھی زیادہ قیمتی اور فضیلت کا حامل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے، جب کہ آخرت کو بقا و دوام حاصل ہے، فنا ہو جانے والی چیز کا بھلا ان چیزوں سے کیا مقابلہ جو ہمیشہ رہنے والی ہیں؟

21. عَنْ أَبِي مُوسَى ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا**

طَيِّبٌ، وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ، وَلَا رِيحَ لَهَا ".(رواه البخاري في كِتَابِ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ. و مسلم في كِتَابِ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا ، بَابُ فَضِيلَةِ حَافِظِ الْقُرْآنِ)

ترجمہ: سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مؤمن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے، ترنجبین (نارنگی) کی سی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے۔ اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، اس کھجور کی سی ہے جس کے اندر کوئی خوشبو نہیں لیکن اس کا مزہ میٹھا ہے۔ اور اس فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، خوشبودار پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزہ تلخ ہے. اور اس فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، اندرائن (یا تمہ) کی طرح ہے جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔

لغوی تشریح: الحنظلة: اندرائن, اندرائن کا درخت جس کا پھل نارنگی جیسا مگر اندر سے انتہائی تلخ اور کڑوا ہوتا ہے۔

مشبہ. ا۔قرآن پڑھنے والا مؤمن ۲۔قرآن نہ پڑھنے والا مؤمن ۳۔قرآن پڑھنے والا فاجر ۴۔قرآن نہ پڑھنے والا فاجر۔

مشبہ بہ: ا۔الأترجة (نارنگی, بڑالیموں) ۲۔ **التمرة** (خشک کھجور, چھارا) ۳۔**الريحانة** (خوشبودار پھول یا پودا) ۴۔**الحنظلة** (اندرائن, یاتمہ)۔

تشریح: قرآن کا حافظ اور اس پر عمل کرنے والا مؤمن تو خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل کی طرح عند اللہ بھی مقبول اور لوگوں میں بھی اس کی عزت ہے۔ اور جو مؤمن حافظ قرآن نہیں ہے تاہم قرآن کا عامل ہے وہ اللہ کے ہاں اور لوگوں کی نظروں میں یہ بھی اچھا ہے۔ اور قرآن پڑھنے والا منافق کا ظاہر اچھا ہے لیکن باطن گندہ اور تاریک ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا, اس کا ظاہر و باطن دونوں ناپاک ہے۔

فوائد ومسائل:

1-مثال کے ذریعے کوئی بھی مشکل چیز بآسانی سمجھی جاسکتی ہے۔

2-حافظ قرآن اور اس پر عمل کرنے والا دونوں جہانوں میں کامیاب ہے۔

3-ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

4-قرآن، مؤمن منافق سب کے لیے فائدہ مند ہے۔

5-قرآن کریم کی عظمت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔

22.أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " **لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ ؛ رَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ، وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ** ".(رواه البخاري في

كِتَاب فَضَائِلِ القُرْآنِ، بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ القُرْآنِ. و مسلم في كِتَابِ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَابُ فَضْلِ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ، وَيُعَلِّمُهُ، وَفَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ حِكْمَةً مِنْ فِقْهٍ، أَوْ غَيْرِهِ فَعَمِلَ بِهَا وَعَلَّمَهَا)

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو خصلتوں پر رشک کرنا جائز اور پسندیدہ ہے۔ ایک اس آدمی کی خصلت پر رشک کرنا جسے اللہ نے قرآن مجید (کا علم وتفقہ) عطا فرمایا پس وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں عمل کرتا ہے اور دوسرا اس آدمی کی خصلت پر, جسے اللہ نے مال عطا فرمایا, پس وہ اسے رات کی گھڑیوں میں بھی خرچ کرتا ہے اور دن کی گھڑیوں میں بھی۔

لغوی تشریح: آناء: الساعات (اوقات, گھڑیاں)۔

حسد: کسی پر اللہ کا انعام ہو تو اسے دیکھ کر کڑھنا (افسوس کرنا) اور اس کے زوال کی آرزو کرنا خواہ وہ انعام آرزو کرنے والے کو ملے یا نہ ملے۔

حسد کا حکم: کسی کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا حرام ہے. کیونکہ یہ "لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه" کا متضاد ہے۔

الغبطة: (رشک کرنا): کسی پر اللہ کا انعام دیکھ کر خوش ہونا اور یہ آرزو کرنا کہ اللہ تعالی اسے بھی یہ نعمت عطا کرے۔

غبطہ کا حکم: یہ جائز ہے لیکن بالحصر مذکورہ دونوں چیزوں میں۔ اور ان کے علاوہ باقی چیزوں میں رشک مکروہ ہے اگرچہ بعض علماء نے مذکورہ دونوں چیزوں میں غبطہ کو افضل اور دیگر اچھی چیزوں غیر افضل یعنی مباح قرار دیتے ہیں۔

اس حدیث میں غبطہ کو حسد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ حسد غبطہ ہے نہ کہ مطلق حسد کیونکہ حسد تو کسی بھی چیز میں جائز ہی نہیں۔

من يقوم به: قرآن پر عمل کرنا, قرآن کی تلاوت (نماز میں اور نماز کے باھر), قرآن کی تعلیم, اس کے ساتھ فیصلہ کرنا, اس کے مطابق فتوی وغیرہ دینا سب شامل ہیں. اور جس روایت میں قرآن کے بجائے "**الحكمة** "کا لفظ وارد ہوا ہے, اس سے مراد بھی قرآن ہی ہے کیونکہ "**الحكمة** "کا الف لام عہد کے لیے ہے۔

فوائد ومسائل:

1- حسد ایک نہایت مہلک اخلاقی بیماری ہے جو انسان کے امن وسکون کو برباد کر دیتی ہے۔

2- اس مالدار کی فضیلت واضح ہوتی ہے جو اللہ کے دئے ہوئے مال کو صرف اپنی ذات پر ہی خرچ نہیں کرتا بلکہ اسے غرباء ومساکین اور دین کی نشر واشاعت پر بھی خرچ کرتا ہے۔

3- غبطہ کے دائرہ میں وسعت دنیا طلبی کا ایک مظہر ہے۔

23. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : **حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ، ثُمَّ قَرَأَ : { حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ } الْآيَةَ.** (رواه البخاري فِي كِتَابِ النِّكَاحِ بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خون کی رو سے سات رشتے حرام ہیں اور شادی کی وجہ سے (سسرال کی طرف سے) بھی سات رشتے حرام ہیں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: { حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ } آخر تک۔

لغوی تشریح: النسب: خاندانی سلسلہ، باپ ماں کی طرف سے رشتہ، ج. انساب۔

الصهر: ازدواجی رشتہ وقرابت۔

تشریح: نسب کی وجہ سے سات حرام رشتے:

۱.اِمھات (مائیں) ان میں ماؤں کی مائیں (نانیاں) اور ماؤں کی ماں دادیاں اسی طرح باپ کی مائیں (دادیاں، پر دادیاں اور ان سے آگے تک)

۲بنات: (بیٹیاں) ان میں پوتیاں، نواسیاں اور پوتیوں اور نواسیوں کی بیٹیاں (نیچے تک) شامل ہیں۔

۳.اِخوات (بہنیں) حقیقی ہوں یا اخیافی یا علاتی سب اس میں شامل ہیں۔

۴. عمات (پھوپھیاں) اس میں باپ کی سب مذکر اصل یعنی نانا دادا کی تینوں کی تینوں قسم کی بہنیں (حقیقی، اخیافی علاتی) شامل ہیں۔

۵. خالات (خالائیں) ان میں ماں کی سب مؤنث اصول (یعنی نانی دادی) کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں۔

۶.بنت الأخ (بھتیجیاں) ان میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد بالواسطہ یا بلاواسطہ (یا صلبی وفرعی) شامل ہیں۔

۷.بنت الأخت (بھانجیاں) ان میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد بالواسطہ یا بلاواسطہ (یا صلبی وفرعی) شامل ہیں۔

شادی کی وجہ سے حرام رشتے:

شادی کی وجہ سے چار رشتے ابدی طور پر اور تین رشتے وقتی طور پر حرام ہوتے ہیں۔

ابدی طور پر حرام رشتے چار ہیں:

۱.اِم الزوجۃ (بیوی کی ماں) یعنی ساس، اس میں بیوی کی نانی، دادی بھی داخل ہے نیز اگر کسی عورت سے نکاح کے بعد بغیر مباشرت وہم بستری کے اسے طلاق دے دی جائے تب بھی اس کی ماں سے نکاح حرام ہوگا، البتہ اس کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

۲بنت الزوجۃ (ربیبہ) وہ لڑکی جو بیوی کے پہلے خاوند سے ہو. اس کی حرمت مشروط ہے یعنی اگر اس کی ماں سے مباشرت کرلی گئی ہو تو اس سے نکاح حرام ہے بصورت دیگر حلال ہے۔

۳. زوجۃ الابن : (صلبی بیٹوں کی بیویاں) اس میں پوتے اور نواسے کی بیویاں بھی شامل ہیں لیکن لے پالک بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام نہیں۔

۴. زوجۂ الأب : باپ کی بیویاں) اس میں دادا پر دادا اوپر تک کی بیویاں شامل ہیں. محض ان کے عقد نکاح ہی سے باپ, دادا, پر دادا کی بیویاں بیٹے کے لیے حرام ہو جائیں گے۔

شادی کی وجہ سے وقتی طور پر تین حرام رشتے:

ا۔اِخت الزوجۃ (بیوی کی بہن خواہ عینی, اخیافی یاعلاتی) یہ تب تک شوہر کے لیے حرام ہیں جب تک بیوی مطلقہ نہ ہو یا فوت نہ ہو جائے۔

۲۔ عمات الزوجات (بیوی کی پھوپھیاں) ان سے بھی نکاح کی حرمت تب تک ہے جب تک بیوی شوہر کے عقد نکاح میں باقی ہے۔

۳۔خالات الزوجۃ (بیوی کی خالائیں) ان سے بھی نکاح کی حرمت تب تک ہے جب تک بیوی شوہر کے عقد نکاح میں موجود ہے۔ جب بیوی مر جائے یا شوہر اس کو طلاق دے دے تو عدت پوری ہونے کے بعد شوہر بیوی کے خالاؤں سے شادی کر سکتا ہے۔

24. عن عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " **يَا عَبْدَ اللَّهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ** ؟ ". **قُلْتُ** : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ : " **فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ ؛ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا** ".(رواه البخاري في كِتَابِ النِّكَاحِ بَابٌ: لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم روزانہ دن میں روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو ؟میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، روز بھی رکھو اور بلا روزے بھی رہو، رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی، کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

تشریح: ہمارادین ہمیں اعتدال کی تعلیم دیتا ہے اور رہبانیت سے دور رکھتا ہے اور اس بات کی یقین دھانی کراتا ہے کہ ہمارے اوپر بہت سارے لوگوں کے حقوق ہیں اس لئے ہمیں ان حقوق کی پاسداری کرنی ہوگی۔

فوائد و مسائل:

1- مومن پر واجب ہے کہ وہ اعتدال و میانہ روی کا راستہ اختیار کرے۔

2-اللہ اور رسول نے جس نہج کے مطابق عبادت کرنے کیلئے کہا ہے اسی نہج کے مطابق عبادت کو انجام دینی چاہیے۔

25. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " **لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ** ".(رواه البخاري في كِتَابِ النِّكَاحِ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دن کے آخر اس سے ہم بستر ہوگا۔

تشریح : بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے کیونکہ وہ بھی ہماری طرح ایک فرد ہے۔

فوائد و مسائل:

1- عورتوں کو غلطی پر تنبیہ کرنا ضروری ہے لیکن یہ صرف زبانی ہونی چاہیے۔

2- اگر کوئی عورت زیادہ ہی بے پرواہ اور گستاخ ہو تو اس سے ناراض ہو جائے یہ سزا کافی ہے۔

3- جسمانی سزا صرف اس وقت جائز ہے جب اسکے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔

26. عن عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : **لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ.** (رواه البخاري في كِتَابِ الطَّلَاقِ بَابُ مَهْرِ البَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الفَاسِدِ)

ترجمہ: عون بن ابو جحیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی نے گودنے والی اور گودوانے والی، سود کھانے والے اور کھلانے پر لعنت بھیجی اور آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت کی۔

لغوی تشریح: واشمة: گودنے والی عورت، **مستوشمة**: گودوانے والی عورت، **بغي**: زنا۔

تشریح: مذکورہ جملہ امور باعث لعنت ہیں اللہ تعالی ہر مسلمان کو ان سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

فوائد و مسائل:

1- گودنا اور گودوانا یہ ساری چیزیں اسلام میں حرام ہے۔

2- سود کھانا اور سودی معاملات کرنا حرام ہے۔

27. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " **السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ** ". (رواه البخاري في كِتَابِ النَّفَقَاتِ، بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ، و كِتَابُ الأَدَبِ ، بَابُ السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ. و مسلم في **كِتَابِ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ**، بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ، و اللفظ للبخاري)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے، یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

تشریح: خدمت خلق کتنا بڑا کام ہے اس حدیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے اللہ توفیق دے آمین

فوائد و مسائل:

1- معاشرے کے ضرورت مند نادار اور معذور افراد کی کفالت اور خبر گیری بہت عظیم عمل ہے۔

2- بیوہ کی کفالت کا بہترین ذریعہ اس کے نکاح کا بندوبست کرنا ہے۔

28. عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ ، سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ ؟ قَالَتْ : **كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ.** (رواه البخاري في كِتَابِ النَّفَقَاتِ ، بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ)

ترجمہ: سیدنا اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ؟ اِم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کیا کرتے تھے پھر آپ جب اذان کی آواز سنتے تو باہر چلے جاتے تھے۔

تشریح: گھر کے کام کاج کرنا اور اپنے گھر والوں کی مدد کرنا ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

29. عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ، لاَ يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمِسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا، فَقَالَ: يَا نَافِعُ، لاَ تُدْخِلْ هَذَا عَلَيَّ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «**المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الأَطْعِمَةِ بَابٌ: المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے، جب تک ان کے ساتھ کھانے کے لئے کوئی مسکین نہ لایا جاتا، ایک مرتبہ میں ان کے ساتھ کھانے کیلئے ایک شخص کو لایا کہ اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا، بعد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آئندہ اس شخص کو میرے ساتھ کھانے کیلئے نہ لانا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سب آنتیں بھرلیتا ہے۔

تشریح: اللہ تعالی ہر مسلمان کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اسوہ پر عمل کرنے کی سعادت عطا کرے کہ کھانے کے وقت کسی نہ کسی کو یاد کرلیا کریں۔

30.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**مَا يُصِيبُ المُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حُزْنٍ وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ**»(رواه البخاري في كِتَابِ المَرْضَى ، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ.و مسلم في كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ حُزْنٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مسلمان جب بھی کسی پریشانی ، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالی اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

فوائد و مسائل:

1- مومن اور مسلمان کو تکلیف پہنچانا باعث گناہ ہے۔

2- مومن کو کسی بھی مصیبت لاحق ہونے پر ثواب کو امید رکھنی چاہئے اور جزع فزع سے کام نہیں لینا چاہیے۔

3- مسلمان کو تکلیف لاحق ہونا باعث رحمت ہے ہیں۔

31. عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ: "**كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَسْقِي القَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ القَتْلَى وَالجَرْحَى إِلَى المَدِينَةِ** "(رواه البخاري في كِتَابِ الطِّبِّ بَابٌ: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ المَرْأَةَ أَوِ المَرْأَةُ الرَّجُلَ)

ترجمہ: ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہم کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور مسلمان مجاہد کو پانی پلاتی، ان کی خدمت کرتی اور مقتولین اور مجروحین کو مدینہ منورہ لایا کرتی تھیں۔

تشریح: مستورات جنگ و جہاد میں شریک ہو کر مجروحین کی تیمارداری اور مرہم پٹی وغیرہ کی خدمات انجام دیتی تھیں مگر دریں حالات بھی اعضائے پردہ کا ستر ضروری ہے۔

فوائد و مسائل:

1- عورت گھر کے باہر کام کاج کر سکتی ہے بشرطیکہ پردہ کا پاس ولحاظ رکھا گیا ہو۔

2-ضرورت کے موقع پر عورت مرد کی خدمت کر سکتی ہے۔

32. عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي المَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا**» فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: كَيْفَ يَنْفِثُ؟ قَالَ: «**كَانَ يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الطِّبِّ ، بَابُ الرُّقَى بِالقُرْآنِ وَالمُعَوِّذَاتِ)

ترجمہ: معمر نے زہری سے روایت کیا انہوں نے عروہ سے اور عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الموت میں اپنے اوپر معوذات (سورۃ الفلق والناس اور سورۃ الاخلاص) کا دم کیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کے لیے دشوار ہو گیا تو میں ان کا دم آپ پر کیا کرتی تھی اور برکت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر بھی پھیر لیتی تھی۔ پھر میں نے اس کے متعلق پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح دم کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ اپنے ہاتھ پر دم کرکے ہاتھ کو چہرے پر پھیرا کرتے تھے۔

تشریح: جن احادیث میں دم کو شرک کہا ہے ان سے مراد ایسے دم ہیں جو شرک پر مبنی ہو یا جن میں اعتقاد ہو کہ یہی شفا دینے والے ہیں۔ (نیل الأوطار ۵/ ۲۹۲) امام قرطبی رحمہ اللہ نے دم کی تین قسمیں بیان کی ہے۔

۱۔ جاہلیت کا وہ دم جسکا معنی معلوم نہ ہو، اس سے اجتناب واجب ہے۔ کیوں کہ اس میں شرک ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم یہ شرک تک پہنچا سکتا ہے۔

۲۔ جو دم اللہ کے کلام یا اللہ کے ناموں کے ذریعے ہو وہ جائز ہے اور اگر سنت سے بھی ہو تو اسے کرنا مستحب ہے۔

۳۔ وہ دم جو غیر اللہ کے ناموں کے ساتھ کیا جائے مثلا فرشتے صالحین یا مخلوق میں سے عظیم اشیاء جیسے عرش وغیرہ۔ تو اس سے اجتناب واجب ہے۔

فوائد و مسائل:

1-اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ معوذتین پڑھ کر دم کرنا درست ہے۔

2-عورت بھی مرد کو دم کر سکتی ہے۔

3-دم کرکے ہاتھ کو چہرے پر پھیرنا جائز ہے۔

33. عن سَعِيد بْن أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ**» قَالُوا: **فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟** قَالَ: «**فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ**» قَالُوا: **فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟** قَالَ: «**فَيُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ**» قَالُوا: **فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟** قَالَ: «**فَيَأْمُرُ بِالخَيْرِ**» أَوْ قَالَ: «**بِالْمَعْرُوفِ**» قَالَ: **فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟** قَالَ: «**فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الأَدَبِ ، بَابٌ: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)

ترجمہ: سیدنا سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لیے) جو میسر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا کہا کہ نہ کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد

کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا کہ پھر بھلائی کی طرف لوگوں کو رغبت دلائے یا " امر بالمعروف " کا کرنا، عرض کیا اور اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر برائی سے رکا رہے کہ یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

فوائد ومسائل:

1۔ کوئی بھی بھلائی کا کام ہو صدقہ ہے۔

2۔ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔

34. عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " **كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا المجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ المجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولَ: يَا فُلاَنُ، عَمِلْتُ البَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ** "(رواه البخاري في كِتَابِ الأَدَبِ بَابُ سَتْرِ المُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ)

ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ " میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوا گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا"۔

تشریح : اللہ کا ایک نام ستیر بھی ہے، یعنی گناہوں کا چھپا لینے والا، دنیا اور آخرت میں وہ بہت سے بندوں کے گناہوں کو چھپا لیتا ہے۔ بعون اللہ منہم۔ آمین۔ مثل مشہور ہے کہ ایک تو چوری کرے اوپر سے سینہ زوری کرے۔ اگر آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چھپا کر رکھے، شرمندہ ہو۔ اللہ سے توبہ کرے، نہ یہ کہ کہتا پھرے کہ میں نے فلاں گناہ کیا ہے، یہ تو بے حیائی اور بے باکی ہے۔ یہ حدیث بھی ان احادیث صفات میں سے ہے، اس میں اللہ کے لئے کنف، بازو ثابت کیا گیا ہے، جیسے سمع اور بصر اور ید اور عین اور وجہ وغیرہ۔ سلف صالحین اس کی تاویل نہیں کرتے اور یہی منہج حق ہے، تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ کنف سے حجاب رحمت مراد ہے یعنی اللہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں چھپا لے گا مگر یہ تاویل کرنا ٹھیک نہیں ہے .

فوائد ومسائل:

1۔ اس حدیث سے کھلم کھلا گناہ کرنے سے روکا گیا ہے۔

2۔ گناہ کر کے لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

35.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " **يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ** "(رواه البخاري في كِتَابِ الدَّعَوَاتِ، بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ)

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ وصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں۔

تشریح : حدیث باب میں اللہ پاک رب العالمین کے آخر تہائی حصہ رات میں آسمان دنیا پر نزول کا ذکر ہے یعنی خود پروردگار اپنی ذات سے نزول فرماتا ہے جیسا کہ دوسری روایت میں خود ذات کی صراحت موجود ہے اب بعض لوگوں کی یہ تاویل کہ اس کی رحمت اترتی ہے یا فرشتے اترتے ہیں یہ محض تاویل فاسد ہے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقیدہ پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کی مستقل کتاب النزول ہے اس میں آپ نے مخالفین کے تمام اعتراضات اور شبہات کا جواب مفصل دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نزول بھی پروردگار کی ایک صفت ہے جس کو ہم اور صفات کی طرح اپنے ظاہری معنی پر محمول رکھتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے اور یہ نزول اس کا مخلوقات کی طرح نہیں ہے اور یہ امر اس کے لئے قطعاً محال نہیں ہے کہ وہ بیک وقت عرش پر بھی ہو اور آسمان دنیا پر نزول بھی فرمائے "إن الله على كل شي قدير" ایسے استحالات پیش کرنے والوں کی نگاہیں کمزور ہیں۔ ترجمہ باب میں نصف لیل کا ذکر تھا اور حدیث میں آخری ثلث لیل مذکور ہے۔ اس کا جواب حافظ صاحب نے یوں دیا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کو دار قطنی نے نکالا اس میں ثلث لیل مذکور ہے اور ابن بطال نے کہا حضرت امام بخاری نے قرآن کی آیت کو لیا جس میں نصفہ کا لفظ یعنی "قم الليل إلا قليلانصفه" اور اس کی متابعت سے باب میں نصفہ الآیۃ کا لفظ ذکر کیا۔

فوائد و مسائل:

"دعا کے قبولیت ہونے کے کچھ آداب"

1۔ دعا کرتے وقت یہ سوچ لینا ضروری ہے کہ اس کا کھانا پینا اس کا لباس حلال مال سے ہے یا حرام۔

2۔ قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بڑی اہم ہے کہ دعا کرتے وقت اللہ پر حق پر یقین کامل ہو اور ساتھ ہی دل میں یہ عزم بالجزم ہو کہ جو وہ دعا کر رہا ہے وہ ضرور قبول ہو گی، رد نہیں کی جائے گی۔

3۔ دعا کرنے کے فوراً ہی اس کی قبولیت آپ پر ظاہر ہو جائے ایسا تصور بھی صحیح نہیں ہے، بہت سی دعائیں فوراً اثر دکھاتی ہے اور بہت سی کافی دیر کے بعد اثر پذیر ہوتی ہیں۔

4۔ دعا کے جو مقبول اوقات ہے اس میں دعا کرنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ مثلاً آدھی رات، اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت، وغیرہ۔

5-اللہ کی حمد وثنا اور اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بعد ہی دعا کا آغاز کرے۔

36.عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**اطَّلَعْتُ فِي الجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ**»(رواه البخاري في كِتَاب بَدْءِ الخَلْقِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ. و مسلم في **كِتَابِ الرِّقَاقِ**، بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ)

ترجمہ : سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو جنتیوں میں زیادتی غریبوں کی نظر آئی اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دوزخیوں میں زیادتی عورتوں کی نظر آئی۔

تشریح : جنت میں غریبوں سے موحد، متبع سنت غریب لوگ مراد ہیں جو دیندار اغنیاء سے کتنے ہی برس پہلے جنت میں داخل کردیئے جائیں گے اور دوزخ میں زیادہ عورتیں نظر آئیں، جو ناشکری اور لعن طعن کرنے والی آپس میں حسد اور بغض رکھنے والی ہوتی ہیں۔

37.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «**إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً، وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ يَعْلَمُ الكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ الجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ المُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللَّهِ مِنَ العَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الرِّقَاقِ، بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الخَوْفِ)

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن بنایا تو اس کے سو حصے کئے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے رکھے۔ اس کے بعد تمام مخلوق کے لئے صرف ایک حصہ رحمت کا بھیجا۔ پس اگر کافروں کو وہ تمام رحم معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ جنت سے ناامیدی نہ ہو اور اگر مومن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو دوزخ سے کبھی بے خوف نہ ہو۔

تشریح: یہی امید اور خوف ہے جس کے درمیان ایمان ہے امید بھی کامل اور خوف بھی پورا پورا۔ اللھم ارزقنا آمین۔ مومن کتنے بھی نیک اعمال کرتا ہو لیکن ہر وقت اس کو ڈر رہتا ہے شاید میری نیکیاں بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوئی ہوں اور شاید میرا خاتمہ برا ہو جائے۔

ابو عثمان نے کہا: گناہ کرتے جانا اور پھر نجات کی امید رکھنا بد بختی کی نشانی ہے، علماء نے کہا ہے کہ حالت صحت میں اپنے دل پر خوف غالب رکھے اور مرتے وقت اس کے رحم و کرم کی امید زیادہ رکھے۔

فوائد ومسائل: نیک اعمال کرتے رہنے کے ساتھ ساتھ جہنم کا خوف ہمیشہ دل میں رکھنا ثابت ہوتا ہے۔

38.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**إِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الرِّقَاقِ، بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ)

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اللہ کی رضامندی کے لئے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کردیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔

تشریح: بندہ کی زبان کی وجہ سے اللہ اس سے راضی ہوتا ہے جس کی بناپر جنت میں داخل ہوتا ہے اور زبان کی ہی وجہ سے جہنم میں داخل ہوتا ہے اس لئے انسان کو اچھی باتیں زبان سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

39.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الرِّقَاقِ، بَابٌ: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ)

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ خواہشات نفسانی سے ڈھک دی گئ ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

تشریح: جو شخص نفسانی خواہشوں میں پڑ گیا اس نے گویا دوزخ کا حجاب اٹھا دیا، اب دوزخ میں پڑ جائے گا۔

فوائد ومسائل:

1۔اس حدیث سے پتہ چلا کہ خواہشات نفس کی پیروی باعث دخول جہنم ہے۔

2۔جنت کی اہمیت ثابت ہوئی۔

3۔جنت کو اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدہ چیزوں سے گھیرے رکھا۔

40. عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، لَيْسَ بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فَلاَ يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الرِّقَاقِ ، بَابٌ: مَنْ نُوقِشَ الحِسَابَ عُذِّبَ)

ترجمہ : سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ دیکھے گا تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے

سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو شخص آگ سے بچنا چاہے تو وہ راہ خدا میں خیرات کرتا رہے۔ خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہی ممکن ہو۔

تشریح: اللہ تعالی قیامت کے دن بندہ سے اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ کے اور بندہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ یعنی کھلم کھلا اللہ پاک کو دیکھے گا اور اللہ تعالی خود اپنی ذات سے بات کرے گا۔ یہ نہیں کہ اس کی طرف سے کوئی مترجم بات کرے۔ دنیا میں صد ہا زبانیں ہیں اللہ پاک ہر زبان میں بات کرے گا اور یہ کلام اور آواز کے ساتھ ہوگا ورنہ آدمی اس کی بات کیسے سمجھیں گے اور کیونکر سنیں گے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں بلکہ معتزلہ اور جہمیہ تو یہ کہتے ہیں وہ کلام ہی نہیں کرتا کسی دوسری چیز میں کلام کرنے کی قوت پیدا کردیتا ہے۔

فوائد ومسائل:

1۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ قیامت کے دن بندہ اپنے رب کو بنفس نفیس دیکھے گا۔

2۔اللہ تعالی کل قیامت کے دن خود اپنے بندوں سے کلام کرے گا یہ ثابت ہوا۔

3۔انسان کو چاہیے کہ اللہ کے راستے میں صدقات خیرات کرکے جہنم سے بچے۔

41.عَنْ قَتَادَةَ، أَخْبَرَنَا أَنَسٌ، قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لاَ يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي، سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «**لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ**» **وَإِمَّا قَالَ:** «**مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، أَنْ يُرْفَعَ العِلْمُ، وَيَظْهَرَ الجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِلْخَمْسِينَ امْرَأَةً القَيِّمُ الوَاحِدُ**»(رواه البخاري في كِتَابِ الحُدُودِ، بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ)

ترجمہ: سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی اسے نہیں بیان کرے گا۔ میں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی، شراب بکثرت پی جانے لگے گی اور زنا پھیل جائے گا۔ مرد کم ہوجائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔ حالت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ پچاس عورتوں پر ایک ہی خبر لینے والا مرد رہ جائے گا۔

لغوی تشریح: لفظ حدود حد کی جمع ہے اس کا معنی ہے رکاوٹ۔

شرعی تعریف: حد ایسی سزا ہے جو اللہ تعالی کا حق ہونے کی وجہ سے مقرر ہو۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں قیامت کی علامتیں بیان کی گئی ہیں ان کے علاوہ دوسری احادیث میں بھی مذکور ہیں۔

فوائد و مسائل:

1۔اس سے علامت قیامت صغری ثابت ہوئی۔

42.عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " **مَفَاتِيحُ الغَيْبِ خَمْسٌ، لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ: لاَ يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي المَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ** "(رواه البخاري في كِتَابِ التَّوْحِيدِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو القُوَّةِ المَتِينُ} [الذاريات: 58])

ترجمہ : سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں' جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ رحم مادر میں کیا ہے' اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا' اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی۔ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس جگہ کوئی مرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

تشریح : سلف صالحین کا عقیدہ ہے کہ غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ تھا مگر جو بات اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیتا وہ معلوم ہو جاتی۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تو ابن صلیت کہنے لگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں اور آسمان کے حالات تم سے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو اپنی اونٹنی کی خبر نہیں وہ کہاں ہے ؟ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کہ ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے اور تو قسم اللہ کی وہی بات جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلائی اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلا دیا وہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے' ایک درخت پر اٹکی ہوئی ہے' آخر صحابہ گئے اور اس کو لے کر آئے۔

43.عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «**مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ، فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُولُ»: {لاَ تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ} [الأنعام: 103]، «وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الغَيْبَ، فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُولُ»: لاَ يَعْلَمُ الغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ** "(رواه البخاري في كِتَابِ التَّوْحِيدِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو القُوَّةِ المَتِينُ} [الذاريات: 58])

ترجمہ : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر تم سے کوئی یہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ غلط کہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں خود کہتا ہے کہ نظریں اس کو دیکھ نہیں سکتیں اور جو کوئی کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے تو غلط کہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔

تشریح : جو غالی لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی تحریف کرتے ہیں اور از خود ایک غلط عقیدہ گھڑتے ہیں۔ لوگوں کو ایسے خناس لوگوں سے دور رہ کر اپنے دین وایمان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی غائبانہ خبر دی ہیں وہ سب وحی الٰہی سے ہیں۔ ان کو غیب کہنا لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔

فوائد و مسائل: علم غیب کا دعویٰ کرنا جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔

44.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " **يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً** "(رواه البخاري في كِتَاب التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ} [آل عمران: 28]. و مسلم في كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى)

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

تشریح : میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان رکھے گا میں اسی طرح اس سے پیش آؤں گا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کے قصور معاف کردوں گا تو ایسا ہی ہوگا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کو عذاب کروں گا تو ایسا ہی ہوگا۔

فوائد و مسائل:

1- حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امید کا پہلو بندے میں غالب ہونا چاہئے اور پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہئے۔

2- اگر گناہ بہت ہیں تو بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ غفور الرحیم ہے۔

3- اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ إن الله يغفر الذنوب جميعاً إنه هو الغفور الرحيم۔(الزمر: 53)

4- اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔

5- اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا چاہئے۔

45.عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَى القَمَرِ لَيْلَةً - يَعْنِي البَدْرَ - فَقَالَ: «**إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا القَمَرَ، لاَ تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا» ثُمَّ قَرَأَ: {وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الغُرُوبِ} [ق: 39]، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: «افْعَلُوا لاَ تَفُوتَنَّكُمْ»** (رواه البخاري في كِتَابِ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ، بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ. و مسلم في كِتَابِ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ، بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا)

ترجمہ : سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا کہ تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھوگے جیسے اس چاند کو اب دیکھ رہے ہو۔اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی زحمت بھی نہیں ہو گی، پس اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے والی نماز (فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز (عصر) سے تمہیں کوئی چیز روک نہ سکے تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ " پس اپنے مالک کی حمد و تسبیح کر سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے۔" اسماعیل (راوی حدیث) نے کہا کہ (عصر اور فجر کی نمازیں) تم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ان کا ہمیشہ خاص طور پر دھیان رکھو۔

فوائد ومسائل:

1- نیک انسان اپنے رب کو واضح طور پر دیکھ پائے گا۔

2- جس طرح چاند کو حقیقی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اسی طرح رب کریم کو بھی مؤمنین حقیقی طور پر دیکھیں گے۔

46.عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ، فَقَالَ: " **أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا، فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُورٌ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ، فَذَلِكَ إِلَى اللَّهِ: إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ** "(رواه البخاري في كِتَابِ التَّوْحِيدِ، بَابُ فِي المَشِيئَةِ وَالإِرَادَةِ: {وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ})

ترجمہ : سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤگے، اسراف نہیں کروگے، زنا نہیں کروگے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگے اور من گھڑت بہتان کسی پر نہیں لگاؤگے اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کروگے۔ پس تم میں سے جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے کہیں لغزش کی اور اسے دنیا میں ہی پکڑ لیا گیا تو یہ حد اس کے لیے کفارہ اور پاکی بن جائے گی اور جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی تو پھر اللہ پر ہے جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے اس کا گناہ بخش دے۔

لغوی تشریح : رہط: ایسی جماعت جس کی تعداد دس سے کم ہو۔

بیعت کی تعریف: ابن خلدون نے بیعت کی تعریف یوں کی: بیعت ایک قسم کا عہد و پیمان ہے، بیعت کرنے والا بیعت کرکے نہ صرف اپنے کاموں بلکہ مسلمانوں کے تمام کاموں میں اپنے امیر کی بالادستی تسلیم کرتا ہے اور یہ بھی کہ اس کی بات کے خلاف نہیں کرے گا اور اسے جو حکم ملے گا بجالائے گا۔

اسراف کا معنی: کسی دینی یا دنیاوی قابل ذکر فائدے کے بغیر مال کو تباہ وبرباد کرنا اور بے جا خرچ کرنا اسراف کہلاتا ہے۔

تشریح: حدیث مشیت الٰہی پر دال ہے اور باب سے یہی تعلق ہے۔

فوائد ومسائل: شرک، زنا، قتل اولاد، بہتان بڑے گناہوں میں سے ہے۔

47.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " **إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلاَنًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، وَيُوضَعُ لَهُ القَبُولُ فِي أَهْلِ الأَرْضِ** "(رواه البخاري في كِتَابِ التَّوْحِيدِ، بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيلَ، وَنِدَاءِ اللَّهِ المَلاَئِكَةَ)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح روئے زمین میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

تشریح: اس کی تعظیم اور محبت سب کے دلوں میں سما جاتی ہے۔ یہ خالصاً موحدین سنت نبوی کے تابعدار کا ذکر ہے ان ہی کو دوسرے لفظوں میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے نہ کہ فساق فجار بدعتی لوگ وہ تو اللہ اور رسول کے دشمن ہیں۔

فوائد ومسائل: اللہ تعالیٰ کی محبت ثابت ہوتی ہے۔

48.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " **يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلاَئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلاَئِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلاَةِ العَصْرِ وَصَلاَةِ الفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ** "(رواه البخاري في كِتَابِ التَّوْحِيدِ، بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيلَ، وَنِدَاءِ اللَّهِ المَلاَئِكَةَ. و مسلم في كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ، في بَابِ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور عصر اور فجر کی نمازوں میں دو وقت کے فرشتے اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ فرشتے اوپر جاتے ہیں جنہوں نے رات تمہارے ساتھ گزاری ہے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ بندوں کے احوال کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے جب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

تشریح: فرشتوں کا یہ جواب ان ہی نیک بندوں کے لیے ہوگا جو نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے نماز کو پابندی کے ساتھ ادا ہی نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں فرشتے ان کے بارے میں کیا کہہ سکیں گے۔ کہتے ہیں کہ ان فرشتوں سے مراد کراماً کاتبین ہی ہیں۔ جو آدمی کی

حفاظت کرتے ہیں، صبح وشام ان کی بدلی ہوتی رہتی ہے۔قرطبی نے کہا یہ دوفرشتے ہیں اور پروردگار جوسب کچھ جاننے والا ہے۔اس کاان سے پوچھنا ان کے قائل کرنے کے لیے ہے جوانھوں نے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت کہا تھا کہ آدم زاد زمین میں خون اور فساد پیدا کریں گے۔

اسی طرح اس حدیث میں مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃاللہ علیہ کی غرض فرشتوں کاوجود ثابت کرنا ہے۔جن پر ایمان لاناارکان ایمان سے ہے۔فرشتوں میں حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام زیادہ مشہور ہیں۔ باقی ان کی تعداد اتنی ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

فوائدومسائل: نیکی وبدی لکھنے والے فرشتوں کا ثبوت ملتا ہے۔

49. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " **يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ** "(رواه البخاري في كِتَابِ التَّوْحِيدِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلاَمَ اللَّهِ} [الفتح: 15])

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ روزہ خالص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔ بندہ اپنی شہوت، کھانا پینا میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ کے نزدیک مشک عنبر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

تشریح : روزہ سے متعلق یہ حدیث کلام الٰہی کے طور پر وارد ہوئی ہے۔یعنی اللہ نے خود ایسا ایسا فرمایا ہے۔یہ اس کا کلام ہے جو قرآن کے علاوہ ہے۔اس سے بھی کلام الٰہی ثابت ہوا اور معتزلہ جہمیہ کا رد جو اللہ کے کلام کرنے کے منکر ہیں۔ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس حدیث کو اللہ کا کلام فرمایا۔

فوائدومسائل:

1- ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔

2- یہ حدیث قدسی ہے۔

50.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " **يَقُولُ اللَّهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً، فَلاَ تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ** "(رواه البخاري في كِتَابِ التَّوْحِيدِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلاَمَ اللَّهِ} [الفتح: 15])

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو یہاں تک کہ اسے کرلے۔ جب اس کو کرلے پھر اسے اس کے برابر لکھو اور اگر اس برائی کو میرے خوف سے چھوڑ دے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھو اور اگر بندہ کوئی نیکی کرنی چاہے تو اس کے لیے ارادہ ہی پر ایک نیکی اس کے لیے لکھو، اور اگر نیکی کا کام کرلے تو اس کے لئے دس گنا سے سات سو گنا نیکی لکھ لو۔

فوائد و مسائل: اللہ تعالیٰ کی مہربانی بندوں پر ثابت ہوتی ہے۔

تشریح: اس سے بھی اللہ کا کلام کرنا ثابت ہوا کہ وہ قرآن کے علاوہ بھی کلام نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ ان جملہ احادیث میں موجود ہے۔